کروناوائرس میں مجوزہ احتیاطی تدابیر اور اسلامی تعلیمات

Preventive Measures for Corona Virus and Islamic Teachings

Dr. Muhammad Ramazan Najam Barwi*
Dr. Ammara Rehman**

ABSTRACT

The Sīrah of the Holy Prophet ﷺ is the base of guidance for a man of every age. Through study of the Sīrah in perspective of the problems of the present time proves to be a practicable solution today as it was practicable centuries ago. Corona virus has become disastrous for the whole world and has adverse on every field of the life. The experts of medical sciences have suggested a few safety measures to avoid it. But the study of the Sīrah of the Holy Prophet ﷺ tells that these all safety measures are available in the practical life of the Holy Prophet ﷺ and He also encouraged His followers to follow these measures. In this situation it can be said that the experts of medical science of present time have received their results of SOPs about corona virus and other infectious diseases from the Sīrah of the Holy Prophet ﷺ and his sayings.

Keywords: *Corona Virus, Infectious Disease, Safety Measures, Sīrah, SOPs.*

* اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ دی یونی ورسٹی آف فیصل آباد، Email:muhammad.ramzan@tuf.edu.pk
** اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ دی یونی ورسٹی آف فیصل آباد، Email:ammara.rehman@tuf.edu.pk

جناب رسول اللہ ﷺ کی سیرت اس قدر جامع اور مکمل ہے کہ اس میں ہر دور کے انسان کے لیے رہنمائی موجود ہے۔ آپ کی سیرت کا عصر حاضر کے مسائل کے حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو یہ آج کے لیے بھی اسی طرح قابل عمل ہے جس طرح آج سے صدیوں پہلے قابل عمل تھی۔ عصر حاضر میں پوری دنیا کو کروناوائرس نے اپنی تباہی سے دوچار کیا ہے اور زندگی کے ہر شعبہ کو شدید متاثر کیا ہے اس کے مضر اثرات سے بچنے یا کم از کم متاثر ہونے کے لیے میڈیکل سائنس کے ماہرین نے چند احتیاطی تدابیر تجویز کی ہیں۔ لیکن جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو یہ سب تدابیر صدیوں سے آپ کی سیرت طیبہ کے ذخیرے میں موجود ہیں جس سے یہ کہنا بے جانہ ہو گا کہ میڈیکل سائنس کے ماہرین نے جو تدابیر بہت تحقیق و تدقیق اور مطالعہ و تجربات سے حاصل کیں وہ جنابِ رسالت مآب ﷺ نے نبوی استعداد اور وحی الٰہی کی مدد سے سینکڑوں برس پہلے اپنی اُمت کو عطا فرمائیں۔

نبی ﷺ اور صحابہ کے زمانے میں کئی امراض متعدیہ ظاہر ہوئے۔ ان میں سے خارش نے اونٹوں کو جبکہ طاعون اور جذام نے انسانوں کو متاثر کیا۔ ان بیماریوں کے متعلق اہل عرب میں کئی اقسام کے عقائد اور افعال رائج تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی اصلاح کے لیے کئی ارشادات اور احکام جاری فرمائے۔ اور ان بیماریاں سے بچاؤ کے لیے چند احتیاطی تدابیر بھی بتائیں جو آج تک کارآمد ہیں۔ کروناوائرس عصر حاضر کی ایک ایسی متعدی بیماری ہے جس نے تاریخ انسانیت میں پہلی مرتبہ پوری دنیا کے اکثریتی حصے کو اپنی لپیٹ میں لے کر لاکھوں لوگوں کو متاثر کیا۔ اس ہلاکت خیز بیماری نے تمام شعبہ ہائے حیات پر منفی اثرات چھوڑے ہیں جیسے سیاست، معیشت، معاشرت اور تعلیم۔ جن سے انسان ایک طویل مدت تک نبرد آزمار ہے گا۔ کرونا عذابِ الٰہی یا کسی سازش کا نتیجہ ہے اس بارے میں مختلف نظریات ہیں لیکن اس کی موجودگی سے کسی کو مجالِ انکار نہیں۔ ایسی صورت حال میں ماہرین طب نے چند احتیاطی تدابیر تجویز کی ہیں جن کے نتیجے میں دینی اور تحقیق کے حلقوں میں کئی مباحث شروع ہو گئی ہیں کہ ان کی شرعی حیثیت کیا ہے اور دوسرا یہ کہ سیرت نبویہ میں اس کے متعلق کیا عملی رہنمائی موجود ہے۔ سیرت نبویہ میں اگر کوئی ایک بھی عمومی احتیاط کا ثبوت مل جائے تو اس کی روشنی میں کسی بھی احتیاطی تدبیر کے جواز کی بنیاد فراہم ہو جاتی ہے بشر طیکہ شریعت کے کسی خاص حکم یا مجموعی مزاج کے خلاف نہ ہو۔ لیکن سیرت کا وسیع مطالعہ کرنے والے پر حیرت انگیز طور پر یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ حالیہ کروناوائرس سے بچاؤ کی جتنی احتیاطی تدابیر تجویز کی گئی ہیں وہ سب سیرت طیبہ میں بہتر انداز میں موجود ہیں جو ہر دور میں مختلف وبائی امراض سے بچاؤ میں معاون ثابت ہوتی رہی ہیں۔

ان تدابیر کا جائزہ لیا جائے تو سیرتِ نبویہ ﷺ اور حدیثِ نبوی ﷺ میں دورانِ بیماری احتیاطی تدابیر سے متعلق اصولی تعلیمات واضح طور پر ملتی ہیں۔ اس مقالہ میں ماہرین طب کی طرف سے تجویز کردہ تدابیر تحریری کی گئی ہیں۔ بعد ازاں سیرت نبویہ ﷺ کی روشنی میں احتیاطی تدابیر کی حیثیت کا جائزہ لیا گیا ہے، تاکہ واضح ہو کہ عصر حاضر کی سائنسی تحقیق سے صدیوں پہلے حاملِ وحی، ختم نبوت کے تاجدار، جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے مختلف

امراض سے بچنے کے لیے جو احتیاطی طریقے دیے وہ موجودہ سائنس کی اصل ہیں۔ اور انسانی زندگی کی بقا نبوی ہدایات سے مستفید ہونے میں مستمر ہے۔ ذیل کی سطور میں دور جدید کی احتیاطی تدابیر کا تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ مریض سے فاصلہ رکھنا

کسی بھی متعدی وبا سے بچنے کی بنیادی تدبیر یہ ہے کہ خود کو مبتلاء مرض سے الگ کیا جائے۔

چاہے یہ مرض کسی انسان کو ہو یا کسی دوسرے جانور کو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک مریض سے دوسرے کی طرف مریض کے منتقل ہونے کا سبب اُن کے باہمی اختلاط کو بنایا ہے۔ جس سے ضعیف الاعتقاد شخص میں یہ عقیدہ راہ پا سکتا ہے کہ شاید مرض بنفسہ متعدی ہے اس لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لا يوردن ممرض على مصحح"[۱]

"مریض کو تندرست کے قریب نہ لایا جائے۔"

ارشاد نبوی اگرچہ اونٹوں کے متعلق ہے لیکن الفاظ چونکہ عام ہیں اس لیے اس سے یہ مفہوم مترشح ہوتا ہے کہ مریض چاہے کوئی ہو اگر اس کا مرض متعدی ہے تو اس کو صحت مند لوگوں سے الگ رکھا جائے یعنی اس میں مریض کا اعتبار نہیں مرض کا اعتبار ہے۔

یہ حکم اس لیے دیا گیا تاکہ کسی بھی متعدی بیماری کو پھیلنے سے روکا جائے۔ یہ تو ایک حکم یا ترغیب تھی۔ جبکہ دوسری طرف اسکی عملی شکل بھی حدیث میں موجود ہے۔ قبیلہ بنو ثقیف کا ایک وفد اسلام قبول کرنے کے لیے نبی آخر الزمان ﷺ کے پاس آیا۔

اس میں ایک شخص جذام کے متعددی مرض میں مبتلاء تھا۔ اسے آپ نے اپنی مجلس میں آنے کی اجازت نہ دی بلکہ فرمایا:

"إنا قد بايعناك فارجع"[۲]

"تم وہیں سے لوٹ جاؤ ہم نے تمہاری بیعت کو قبول کر لیا ہے۔"

یعنی ہاتھ میں ہاتھ پکڑ کر بیعت کرنے کے عمومی طریقے کے بجائے، آپ نے ایک خاص طریقہ اختیار فرمایا۔ جس کا مقصد حفاظتی تدبیر کے جواز کو بیان کرنا تھا بلکہ اسے مسنون بنانا تھا۔ تاکہ بوقت ضرورت لوگ اس مسنون عمل سے استفادہ کریں۔ اہلِ عرب میں چونکہ یہ عمومی نظریہ تھا کہ مریض از خود متعدی ہوتا ہے اور موثرِ حقیقی کی طرف اُن کی توجہ نہیں تھی تو اس لیے اس عقیدہ فاسدہ کے سبب ہی سے بطور سد الذریعہ ایسی امراض میں

۱۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الطب، باب لاھامۃ، حدیث نمبر: ۵۷۷۱

۲۔ مسلم بن الحجاج، القشیری (۲۶۱ھ)، الجامع الصحیح، کتاب اسلام، باب اجتناب المجزوم ونحوہ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، س ن، حدیث نمبر: ۲۲۳۱

مبتلا اشخاص سے الگ رہنے کا حکم فرمایا، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے جذام کے مریض کے متعلق فرمایا:

"فر من المجذوم كما تفر من الأسد "[1]

"مجذوم سے ایسے بھاگو جیسے تم شیر سے بھاگتے ہو۔"

اس حدیث میں مجذوم کو شیر کے ساتھ بعض اوصاف میں تشبیہ دی گئی ہے۔ اس سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے اور اسے قابو میں رکھنے کی طرف اشارہ بھی ہے جیسے شیر کو احتیاط اور حکمت عملی سے قابو میں کر لیا جاتا ہے، لیکن عام شخص کو جذامی سے الگ رہنے ہی کا حکم ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ متعدی اور خطرناک امراض میں مبتلا شخص سے حتی المقدر بچنے کی اور اس سے دور رہنے کی کوشش کی جائے۔

۲۔ ملکی سرحدوں کو بند کرنا:

کبھی کوئی متعدی بیماری کسی خاص علاقے میں پھیل جاتی ہے اگر اس آفت زدہ علاقے کے لوگوں کو دوسرے علاقوں میں آمدورفت کی اجازت دے دی جائے تو وبا کے دوسرے علاقوں تک پھیلنے کا خطرہ ہوتا ہے اس لیے عصر حاضر میں اس احتیاطی تدبیر کو اپنی حدود میں متاثرہ افراد کے داخلے میں پابندی کی صورت میں اختیار کیا گیا ہے۔

جبکہ صدیوں پہلے ان احتیاطی تدابیر کی ہدایت آخری نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے قولا اور فعلاً دے رکھی ہے۔ آپ نے نہ صرف اس کا حکم دیا بلکہ اپنی سنت کے ذریعے اسے متعارف کروایا تاکہ ہر دور میں اس سے استفادہ کیا جاسکے۔

دور نبوی و صحابہ میں جو متعددی مرض انسانوں میں پھیلا وہ طاعون ہے جو ایک مہلک اور ایک شخص سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتا ہے تو جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی متعدد احادیث میں یعنی بار بار اس سے بچنے کے متعلق ہدایات دیں اور یہ دائمی اصول دیا کہ جس علاقے میں طاعون پھیل جائے اس سے کوئی شخص دوسرے سلامت علاقے کی طرف سفر نہ کرے اور سلامت علاقے کا کوئی شخص طاعون زدہ علاقے میں داخل نہ ہو جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے طاعون کا ذکر فرمایا تو اُس کے بارے ارشاد فرمایا:

"الطاعون رجز أو عذاب أرسل على بني إسرائيل أو على من كان قبلكم فإذا سمعتم به بأرض فلا تقدموا عليه وإذا وقع بأرض وأنتم بها فلا تخرجوا فرار منه"[2]

"طاعون ایک عذاب ہے جو نبی اسرائیل پر اتارا گیا یا فرمایا تم سے پہلے لوگوں پر اتارا گیا جب تم سنو کہ فلاں زمین میں طاعون پھیل گیا ہے تو تم اس طرف نہ جاؤ اور اگر تم پہلے ہی سے وہاں ہو تو وہاں سے اس

۱۔ البخاری(۲۵۶ھ)،الجامع الصحیح ،کتاب الطب،باب الجزام،حدیث نمبر:۵۷۰۷

۲۔ مسلم بن الحجاج،القشیری(۲۶۱ھ)،الجامع الصحیح ،کتاب السلام،باب الطاعون والکھانہ ونحوھا،حدیث نمبر:۲۲۱۸

طاعون سے بچنے کے لیے نہ نکلو۔"

اور یہ ایسا مستقل اصول ہے جو ہر دور میں وبائی امراض کو پھیلنے سے روکتا ہے لیکن اس سے یہ بھی گنجائش رکھی گئی ہے کہ اگر بیماری سے بھاگنے کا مقصد نہ ہو بلکہ کوئی اور ضرورت ہو تو اس ضرورت کے پیش نظر وہاں سے نکلنا جائز ہو گا جیسے اس بیماری کے دوران مختلف چیزوں کی قلت کو ختم کرنے کے لیے دوسرے علاقوں کا سفر کرنا وغیرہ، اور اس میں جو جامعیت کلام اور جامعیت معنوی ہے وہ غور کرنے سے ایمان کی تازگی بلکہ اضافے کا باعث ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے۔

"ثم بقی بعد بالأرض فیذهب المرة و یأتي الأخرٰی "[۱]

"کہ پھر اس عذاب کی باقیات زمین میں رہ گئی ہیں تو اب یہ متعدی مرض کبھی چلا جاتا ہے اور کبھی آجاتا ہے۔"

اس حدیث میں اگر غور کیا جائے تو اس میں آپ نے بیماری کے اسباب کا پتہ لگانے اور پھر ان اسباب سے بچنے کی بھی ترغیب دی ہے۔ تاکہ اگر وہ دوبارہ پھیلے تو اس کے اثرات سے آسانی سے بچا جا سکے۔

بظاہر یہ لگتا ہے کہ آفت زدہ علاقے کے لوگوں کو وہاں سے نکلنے کی اجازت نہ دینا ان کے ساتھ زیادتی اور ان کی آزادی کو سلب کرنا ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے بلکہ یہ دوسرے لوگوں کو ان کے نقصان سے بچانے کے لیے حکم دیا گیا ہے۔ ایسی آزادی جو دوسروں کے لیے نقصان کا باعث بنے اس کی اجازت نہیں ہے۔

دوسری حدیث میں ایک مسلمان کے لیے خوشخبری سنائی گئی ہے کہ وہ اس علاقے میں صبر و شکر کے ساتھ رہنے کو دل و جان سے قبول کرے تو اس پر اسے شہید کے برابر ثواب ہے۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوت میں طاعون کے متعلق سوال کیا تو آپ نے جواب میں فرمایا:

"أنه عذاب یبعثه الله علی من یشاء وأن الله جعله رحمة للمؤمنین لیس من أحد یقع الطاعون فیمکث في بلده صابراً محتسبا یعلم أنه لا یصیبه إلا ما کتب الله له إلا کان له مثل أجر شهید"[۲]

"بے شک یہ ایک عذاب ہے اللہ جس پر چاہتا ہے اس پر اسے مسلط فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے اہل ایمان کے لیے رحمت بنا دیا ہے۔ جو شخص طاعون زدہ علاقے میں ثواب کی نیت سے صبر کے ساتھ رہے گا اور اس کا یہ ایمان ہو گا کہ جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے لکھ دیا ہے وہی اسے پہنچے گا تو ایسے شخص کے لیے ایک شہید کے برابر درجہ ہے۔"

صحابہ کرام نے بھی آپ کی ہدایات کی روشنی میں احتیاطی تدابیر کو اپنایا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

۱۔ مسلم بن الحجاج، القشیری (۲۶۱ھ)، الجامع الصحیح، کتاب السلام، باب الطاعون والکهانة ونحوها، حدیث نمبر: ۲۲۱۸

۲۔ البخاری (۲۵۶ھ)، الجامع الصحیح، کتاب التفسیر، باب حدیث الغار، حدیث نمبر: ۳۴۷۴

جب شام کی طرف تشریف لے گئے اور آپ کو راستے میں علم ہوا کہ وہاں طاعون جیسا متعدی مرض پھیلا ہوا ہے تو آپ نے صحابہ کرام سے الگ الگ مشورہ فرمایا اور پھر ان کے مشورے سے مدینہ طیبہ واپسی کا فیصلہ فرمایا اس فیصلے پر جناب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور یہ کہا کہ تم تقدیر سے بھاگ رہے ہو۔ یعنی جو آپ کے حق میں لکھا ہے وہ تو ہو کر رہے گا تو پھر واپس جانے کا کیا مطلب ہے ؟۔ اس پر جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''نفر من قدر الله إلى قدر الله ''[1]

''ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر میں پناہ لینے کے لیے واپس ہو رہے ہیں۔''

یعنی جس طرف ہم جا رہے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہی ہے۔ یہ قدرت سے فرار نہیں اور نہ ہی توکل کے خلاف ہے کیونکہ توکل کا یہ معنی نہیں کہ خود کو کسی مصیبت میں ڈال دیا جائے بلکہ توکل کا معنی یہ ہے کہ تمام اسباب کو اختیار کرنے کے بعد نتیجہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سپرد کر دیا جائے۔ جیسا کہ ایک صحابی نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: ''ایک صحابی نے عرض کیا: ''أعقلها وأتوكل أو أطلقها وأتوكل ؟'' کہ میں اپنی اونٹنی کو باندھ کر اللہ پر توکل کروں یا کھلا چھوڑ کر توکل کروں ؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''إعقلها وتوكل۔'' اسے باندھو اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔''[2]

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نبی ہونے کی وجہ سے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والے تھے لیکن آپ نے خود بھی اسباب کو اختیار کیا اور اپنے صحابہ کرام کو بھی اس کی ترغیب دی۔

توکل کی حقیقت بیان کرتے ہوئے جناب نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم اللہ پر ایسے توکل کرو جیسے توکل کرنے کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ایسے روزی دے گا جیسے وہ پرندوں کو رزق عطا فرماتا ہے کہ وہ صبح سویرے خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر واپس لوٹتے ہیں''۔[3]

یعنی تم کو بھی گھر سے نکل کر اسباب روزگار اختیار کرتے ہوئے کوشش کرنی چاہیے اور اس کے بعد توکل اختیار کرنا چاہیے ایسا نہیں کہ گھروں میں رہتے ہوئے توکل اختیار کرو۔

کسی بھی بیماری میں کسب کے بعد ادویات لینا حفاظتی تدابیر اختیار کرنا اور پرہیز کرنا، توکل کے خلاف نہیں بلکہ ان اسباب کو اختیار کرنا ضروری ہے البتہ بھروسہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر کرنا ہو گا اور یہ ایمان رکھنا بھی ضروری ہے

۱۔ البخاری(۲۵۶ھ)،الجامع الصحیح ،کتاب الطب، باب ماذکر فی الطاعون، حدیث نمبر:۵۷۲۹

۲۔ الترمذی، ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ (۲۷۹ھ)، السنن، باب فی التوکل علی اللہ، دار الغرب الاسلامی، بیروت، ۱۹۹۸ء، حدیث نمبر:۲۵۱۷

۳۔ الترمذی، ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ (۲۷۹ھ)، السنن ، باب فی التوکل علی اللہ، حدیث نمبر ۲۳۴۴

کہ ان اسباب میں اثر اللہ تعالیٰ پیدا فرماتا ہے اور ان کے نتائج اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہیں ہر صاحب ایمان کو تمام اسباب اختیار کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف دعاء کی صورت میں رجوع کرنا چاہیے۔

۳۔ماسک کا استعمال:

کرونا وائرس کے اثرات سے بچنے کے لیے ڈاکٹرز کی طرف سے ماسک کے استعمال کا مشورہ دیا گیا ہے۔ تاکہ اگر ایک شخص وبا سے متاثر ہو تو اس کی سانسوں کے ذریعے جراثیم دوسرے لوگوں کی طرف منتقل نہ ہوں اور دوسروں سے اس کی طرف منتقل نہ ہوں سیرت طیبہ میں اسکی بہترین صورت موجود ہے چنانچہ حدیث مبارک میں جمائی کے متعلق ہے۔

''التثاؤب فأما هو من الشيطن فإذا تثاوب أحدكم فليرد ما استطاع''[۱]

"جمائی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اسے چاہیے کہ جہاں تک ممکن ہو اسے روکے۔"

دوسری روایت میں ہے:

''إذا تثاوب أحدكم فليمسك بيده على فيه فإن الشيطن يدخل مع التثاؤب''[۲]

"جب تم میں سے کسی تو جمائی آئے تو اسے چاہیئے کہ اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھے کیونکہ شیطان منہ میں داخل ہو جاتا ہے۔"

جمائی میں چونکہ باہر سے سانس بہت قوت کے ساتھ منہ میں داخل ہوتا ہے اور اندرونی طلب و جاذبیت بھی ہوتی ہے جس سے بیرونی جراثیم منہ کے اندر داخل ہو سکتے ہیں اور ہاتھ ایسا ماسک ہے جو ہر وقت انسان کے پاس موجود اور ہر وقت تیار ہوتا ہے۔ کسی سے لینا، خریدنا نہیں پڑتا۔ نہ جیب سے نکالنا پڑتا ہے بلکہ صرف ارادے سے منہ کو ڈھانپ لیتا ہے اور یہ انسان کے جسم کا حصہ ہونے کی وجہ سے زیادہ مفید ہے۔ حدیث مبارک میں احتیاط کا ایک عمومی تصور دیا گیا ہے اور جمائی صرف ایک قید اتفاقی ہے ورنہ کسی بھی مرض کے متعدی ہونے یا انتقال جراثیم کا خطرہ ہو تو اسے ہاتھ یا کپڑے وغیرہ سے منہ میں داخل ہونے سے روکا جائے اور خود کو اور دوسروں کو ایسی بیماریوں سے بچایا جائے۔

فرمان نبوی صرف منہ کو ڈھانپنے کے متعلق نہیں بلکہ ایک مکمل لباس اور خصوصاً سر کو پگڑی یا ٹوپی سے ڈھانپنے کی ترغیب بھی قولی و عملی سیرت میں دی گئی ہے تاکہ تمام اقسام کی مہلک امراض سے انسان ممکنہ حد تک بچ سکے۔

۱۔ البخاری (۲۵۶ھ)، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب اذا تثاوب فلیضع یدہ علی فیہ، حدیث نمبر: ۶۲۲۶

۲۔ عبد الرزاق بن ھمام (۲۱۱ھ)، المنصف، باب التثاؤب، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۴۰۳ھ، حدیث نمبر: ۳۳۲۵

۴۔ہاتھوں کا بار بار دھونا:

کروناوائرس سے بچنے کے لیے جس بات پر زیادہ زور دیا گیا ہے وہ ہاتھوں کو بار بار دھونا ہے تا کہ ایک دوسرے کے ساتھ ملنے اور مختلف چیزوں کو ہاتھ لگانے سے جو اثرات ہاتھ کی طرف منتقل ہوتے ہیں ان سے بچا جا سکے اور پھر ان کے منہ کی طرف منتقل کرنے سے اجتناب ہو سکے لیکن یہ طریق احتیاط سنت نبوی میں اس سے بہتر انداز میں موجود ہے۔

ایک مسلمان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب بھی وہ نیند سے بیدار ہو تو کسی برتن کو ہاتھ لگانے سے پہلے ہاتھوں کو دھوئے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے:

''إذا استيقظ أحدكم من منامه فلا يغمس يده في الإناء حتى يغسلها ثلثا فإنه لا يدرى أين باتت يده''[۱]

ایک مسلمان ایک دن میں کم از کم فرض نماز پانچ مرتبہ پڑھتا ہے اور ہر نماز کے لیے اس کا باوضو ہونا شرط ہے اور وضو کی ابتداء ہاتھ کے دھونے سے ہوتی ہے۔

وضو کو ہاتھ دھونے سے شروع کرنے میں بھی ایک منطقی حکمت ہے کہ ہاتھ چونکہ دیگر اعضاء کو دھونے کا ذریعہ اور آلہ ہے اس لیے سب سے پہلے اس کا صاف ہونا ضروری ہے تا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ نجس یا آلودہ ہو اور پھر سارے اعضاء کی طرف اسکی آلودگی منتقل ہو جائے اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جناب محمد ﷺ کی تعلیمات جو وحی الٰہی کی تائید سے مزین ہیں سائنسی تحقیقات کی بنیاد ہیں اور سائنس اپنے حتمی نتائج میں ان نبوی تعلیمات سے متصادم نہیں ہو سکتی۔

دوسری طرف ایک شخص عموماً دن اور رات میں دو بار باقاعدہ کھانا کھاتا ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کی سیرت کی روشنی میں یہ مسنون ہے کہ ہر مرتبہ کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھوئے جائیں۔ تو اس اعتبار سے ایک مسلمان دن رات میں کم از کم دس بار وقفے وقفے سے ہاتھ دھوتا ہے اور یہی عصر حاضر کے میڈیکل ماہرین کی تجویز کردہ بہترین احتیاطی تدبیر ہے۔ سنت کے مطابق وضو میں نہ صرف یہ کہ ہاتھوں کو دھویا جاتا ہے بلکہ دیگر منافذ یعنی آنکھ، ناک اور منہ کو بھی دھویا جاتا ہے۔ بلکہ تین تین بار دھویا جاتا ہے۔ جس سے کروناوائرسز جیسے متعدی امراض کے منتقل ہونے کے مواقع بہت حد تک کم ہو جاتے ہیں اور یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کا اثر ہے جو صدیوں سے انسانیت کو فیضیاب کر رہا ہے۔

۵۔استنجا کرنے کے بعد ہاتھوں کو مٹی کے ساتھ رگڑ کر دھونا

نبی کریم ﷺ پانی کے ساتھ استنجا کے بعد ہاتھوں کو مٹی پر رگڑتے اور پھر ہاتھ دھو کر وضو فرماتے جیسا کہ حدیث میں ہے:

۱۔ البخاری(۲۵۶ھ)،الجامع الصحیح ، باب الاستجمار وترا، حدیث نمبر:۱۶۲

"عن أبي هريرة كان النبي ﷺ إذا أتى الخلاء أتيته بماء في تور أو ركوة فاستنجى ثم مسح يده على الأرض ثم أتيته بإناء آخر فتوضأ"[۱]

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام جب بیت الخلاء جاتے تو میں آپ کو کوزہ وغیرہ پیش کرتا آپ استنجا فرماتے اور پھر ہاتھوں کو زمین پر رگڑتے اس کے بعد میں دوسرے برتن میں پانی پیش کرتا تو آپ اس سے وضو فرماتے۔"

اگر قضاء حاجت کے بعد استنجا کیا جائے پانی کے ساتھ اور پھر ہاتھوں کو مٹی کے ساتھ رگڑا جائے اور پھر ان کو پانی کے ساتھ دھویا جائے تو یقیناً وائرسز کا انتقال کے تمام اسباب ختم ہو جاتے ہیں۔

آج کل ہاتھ کو زمین پر رگڑنے کی بجائے صابن وغیرہ استعمال ہوتا ہے جس کی اصل یہی ہاتھوں کو زمین پر رگڑنے کا نبوی عمل ہے۔ جراثیم کو منتقل ہونے سے روکنے کا اس سے بہتر کوئی عمل نہیں ہو سکتا۔

۶۔ مسواک کے ذریعے احتیاط:

منہ ایک اہم منفذ ہے جس کے ذریعے وائرسز آسانی سے انسان کے اندر منتقل ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ آخر الزمان نبی ﷺ نے مسواک کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

"فَضْلُ الصَّلَاةِ بالسواك، عَلَى الصَّلَاةِ بغَيْرِ سواكٍ، سَبْعِينَ ضِعفًا"[۲]

"مسواک کے ساتھ (وضو کر کے پڑھی جانے والی) نماز کا ثواب بغیر مسواک کی نماز سے ستر گناہ زیادہ ہے۔"

رسول اللہ ﷺ وضو کے علاوہ بھی کثرت سے مسواک فرماتے اور فرمایا: جبریل امین جب بھی آتے تو مجھے مسواک کا مشورہ دیتے اور مجھے خوف ہونے لگا کہ یہ مجھ پر اور میری امت پر فرض کر دیا جائے گا اور اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا ڈر نہ ہوتا تو میں اسے اپنی امت پر لازم کر دیتا۔[۳] جناب شریح بن ہانی نے کہا:

"سألت عائشة أي شيء كان يبدأ رسولُ الله ﷺ إذا دخل بيته قالت: بالسواك"[٤]

"میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جب رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف لاتے تو سب سے پہلے کیا کرتے؟ فرمایا! سب سے پہلے مسواک فرماتے۔"

۱۔ ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث (۲۷۵ھ)، السنن، باب الرجل یدلک ہذہ بالأرض اذا استنجیٰ، المکتبہ العربیہ، بیروت، حدیث نمبر: ۴۵

۲۔ ابن حنبل، احمد بن محمد (۲۴۱ھ)، المسند، مؤسسہ الرسالہ، بیروت، ۱۴۲۱ھ، حدیث نمبر: ۲۶۳۴۰

۳۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید (۲۷۳ھ)، السنن، باب السواک، داراحیاء الکتب العربیہ، بیروت، س ن، حدیث نمبر: ۲۸۹

۴۔ مسلم بن الحجاج، القشیری (۲۶۱ھ)، الجامع الصحیح، باب السواک، حدیث نمبر: ۲۵۳

مسنون افعال انسانیت کی عملی تربیت کے لیے ہے اور یہ مثالیں ثابت کرتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات سائنسدانوں کو بھی تحقیق کی بنیادیں فراہم کرتی ہیں۔ اور یہ کہ صفائی، ستھرائی اور مختلف متعدی وائرسز سے احتیاط کے جو طریقے سیرت طیبہ میں موجود ہیں اس سے بہتر کوئی طریقہ نہ کسی سائنسدان نے دیا ہے اور نہ ہی کسی مفکر نے اس سے پوری انسانیت آپ ہی کی سیرت سے مسلسل فیض یاب ہو رہی ہے اور تا قیامت فیض یاب ہوتی رہے گی۔

۷۔ کسی کا مستعمل پانی:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

"جو شخص وضو کرتا ہے تو اس کے اعضاء وضو کے گناہ وضو کے پانی کے ساتھ دھل جاتے ہیں۔"[۱]

اس وجہ سے مستعمل پانی سے دوبارہ وضو کرنا ممنوع ہے تاکہ اس میں شامل گناہ دوسرے شخص کے اعضاء کی طرف منتقل نہ ہوں۔

اس حدیث میں اگرچہ گناہ کا ذکر ہے لیکن اس سے مراد متعدی امراض کے جراثیم بھی ہوسکتے ہیں جس کا معنیٰ یہ ہے کہ اگر متعدی مرض میں مبتلا شخص پانی کو استعمال کرے تو اس کا مستعمل پانی دوسرے افراد کو استعمال نہیں کرنا چاہیے تاکہ وہ اس بیماری کے اثرات سے محفوظ رہ سکے۔ یہ ایک روحانی باطنی اثر ہے۔ جس کا ادراک سوائے نبی ﷺ کے کسی کو نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ بات بہت واضح ہے کہ اگر پانی کے ساتھ اعضاء کو دھویا جائے تو وہ پانی صاف اور شفاف نہیں رہ سکتا بلکہ کم از کم میل سے آلودہ ضرور ہو جاتا ہے اور جیسے میل پانی کو آلودہ کر دیتی ہے تو اسی طرح مختلف متعدی امراض کے وائرسز بھی اس پانی میں شامل ہو کر اسے آلودہ کر سکتے ہیں۔

۸۔ اجتماعی کھانے میں احتیاط:

نبی کریم ﷺ نے مل کر کھانے کی ترغیب دی ہے اور خود بھی کھانے میں دوسروں کو شریک فرماتے۔ ایسی صورت حال میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے ہاتھ دھوو پھر اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کرو اور ہر شخص کو چاہیے کہ برتن میں اپنے سامنے سے لقمہ لے۔[۲]

اس طریقے میں اگرچہ اور بھی بہت فوائد ہیں۔ لیکن ایک یہ ہے کہ اگر کھانے میں کوئی ایسا شخص شریک ہو جو کسی متعدی مرض میں مبتلا ہے تو اس کے اثرات دوسری جانب منتقل ہونے کے مواقع کم ہو جائیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے ہر ایسی جگہ میں حفاظتی اور احتیاطی تدبیر اختیار کرنے کا حکم دیا ہے جہاں جراثیم پھیلنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

۱۔ مسلم بن الحجاج، القشیری (۲۶۱ھ)، الجامع الصحیح، باب خروج الخطایا مع ماء الوضوء، حدیث نمبر: ۲۴۴

۲۔ البخاری (۲۵۶ھ)، الجامع الصحیح، باب الأكل مما يليه، حدیث نمبر: ۵۳۷۷

۹۔ برتنوں کے استعمال میں احتیاط:

برتنوں کو صاف ستھرا رکھنا فطرت سلیمہ کا تقاضا ہے۔ اگر کھانا کھانے کے بعد برتن دھوئے نہ جائیں تو کھانے کے بقیہ ذرات کی وجہ سے مختلف کیڑے، حشرات الارض اور جراثیم جمع ہو کر ان کو بیماریوں کی آماجگاہ بنادیتے ہیں۔ اس لیے اپنے جسم کے ساتھ ساتھ استعمال کے برتنوں کی صفائی کی طرف توجہ دینا بہت اہم ہے۔

نبی کریم ﷺ نے برتنوں کو کھانے کے بعد اچھی طرح صاف کرنے کا حکم دیا تاکہ ان میں کھانے کے ذرات نہ رہ جائیں۔ اور پھر انگلیوں کے ساتھ لگے ہوئے ذرات کو بھی چاٹ کر انگلیوں کو بھی صاف کرنے کی ترغیب دی۔

۱۰۔ برتنوں کو ڈھانپنے کا حکم:

برتن کھلے منہ رکھ دیے جائیں تو ہوا میں موجود مختلف جراثیم ان میں منتقل ہو جاتے ہیں اور پھر ان کو بغیر دھوئے استعمال کیا جائے تو یہ جراثیم انسانی جسم میں داخل ہو کر مختلف امراض کا باعث بنتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے شام کے وقت دروازوں کو بند کرنے اور برتنوں کو ڈھانپنے یا اوندھا کرنے کا حکم فرمایا اور آپ ﷺ نے اسکی وجہ یہ بیان فرمائی کہ کھلے برتنوں میں شیطان داخل ہو جاتا ہے اور انہیں جھوٹا کر دیتا ہے۔[1] یقیناً شیطان کے برتنوں میں داخل ہونے کا نتیجہ ان کو فاسد کرنا اور ان کے اندر ماکولات و مشروبات کو آلودہ کرنا ہے تو حدیث مبارک کا منشاء یہ ہے کہ برتنوں کو ڈھانپنے سے ان سارے مفاسد سے بچا جا سکتا ہے۔ اور یہ بہترین احتیاطی تدابیر اور حفاظتی اقدام ہے۔

۱۱۔ برتن میں پھونکنے سے ممانعت:

سانس انتقال مرض یا وائرس کا ایک اہم ذریعہ ہے عصر حاضر میں ماسک کے استعمال کا بھی یہی مقصد ہے کہ سانس کے ذریعے انتقال وائرس وغیرہ کا راستہ روکا جا سکے۔ اور سیرت طیبہ ﷺ میں اسے ایک مسلمان کی عمومی عادات میں شامل کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ طبیب حقیقی کے نائب مطلق جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إذا شرب أحدكم فلا يتنفس في الإناء"[2]

"جب بھی تم میں سے کوئی شخص پینے لگے تو اسے چاہیے کہ وہ برتن میں پھونک نہ مارے۔"

یہ عادت لوگوں میں عام ہے کہ گرم چیز میں پھونک مارتے ہیں اسی کے پیشِ نظر حکم مذکور صادر فرمایا گیا اور اس میں پینے کی قید اتفاقی ہے کیونکہ پینے کے لیے برتن منہ کے ساتھ لگایا جاتا ہے ورنہ یہ حکم کھانے اور پینے والے تمام برتنوں کو شامل ہے کہ کسی بھی برتن میں کھانے پینے کے دوران پھونک نہ ماری جائے تاکہ جراثیم سے بچا جا سکے اور ساتھ کھانے والے دوسرے لوگوں کو بھی بچایا جا سکے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۔ ابن حبان، محمد بن حبان (۳۵۴ھ)، الصحیح، مؤسسہ الرسالہ، بیروت، ۱۴۱۴ھ، حدیث نمبر: ۱۲۷۴

۲۔ البخاری (۲۵۶ھ)، الجامع الصحیح، باب النھي عن التنفس في الإناء، حدیث نمبر: ۵۶۳۰

"سال میں ایک رات ایسی آتی ہے جس میں وبا پھیل جاتی ہے اور جو برتن اوندھا نہ رکھا ہوا ہو اس میں داخل ہو کر اسے متاثر کر دیتی ہے اس لیے برتنوں کو دھونے کے بعد اوندھا رکھا جائے۔"[1]

سال کی اس رات کو تعین نہ کرنے میں حکمت یہ ہے کہ پورا سال برتنوں کو صاف کر کے الٹا رکھنے کی عادت بنائی جائے اور پورا سال ہر طرح کی بیماری سے محفوظ رہا جا سکے۔ سیرت نبویہ کا یہ پہلو بیماریوں اور ان کے انتقال سے بچاؤ سے حفاظتی تدبیر کا بہت اہم باب ہے۔

ان تصریحات سے واضح ہوا کہ عصر حاضر تک جتنی احتیاطی تدابیر سائنسدانوں نے تجویز کی ہیں اور ان کو اپنی تحقیقی کامیابی قرار دیا ہے در حقیقت وہ صدیوں پہلے نبی کریم ﷺ نے تائید وحی اور علم نبوت سے اپنے عمومی ارشادات اور اپنے افعال کے ذریعے لوگوں کو بتا دیں اور یہ سب احتیاطی تدابیر یا حفاظتی امور احادیث اور تعلیماتِ نبویہ ﷺ میں کسی نہ کسی صورت میں موجود ہیں۔

نتائج تحقیق:

سطور بالا سے جو نتائج حاصل ہوتے ہیں وہ یہ ہیں۔

۱. نبی ﷺ نے تعلیمِ اُمت کے لیے خود احتیاطی تدابیر اختیار فرمائی ہیں یعنی ان کا اپنانا سنت ہے۔

۲. مرض متعدی ہو سکتا ہے لیکن اس کا متعدی ہونا ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے۔

۳. عصر حاضر کی SOPs سنت نبویہ ﷺ کے مطابق ہیں۔

۴. احتیاطی تدابیر توکل کے خلاف نہیں ہیں۔ عالم اسباب میں اللہ تعالیٰ نے تاثیر کو اسباب کے ساتھ منسلک کر دیا ہے لیکن مؤثر حقیقی وہ خود ہے۔

۵. اگر عام حالات میں سیرت ﷺ سے مستفاد احتیاطی تدابیر کو اپنایا جائے تو مُتعدی امراض کے پھیلاؤ میں بہت حد تک کمی ہو سکتی ہے اور بصورتِ وباء بھی اُن تدابیر پر عمل سے اس کے اثرات سے محفوظ ہوا جا سکتا ہے۔

۶. موت کا اگرچہ وقت مقرر ہے جس سے مفر نہیں لیکن اُس کے ظاہری اسباب سے اجتناب ضروری ہے اور خود کو کسی بھی بلاء کے سبب سپرد کر نا شرعاً درست نہیں بلکہ بعض صورتوں میں سختی کی گئی ہے۔

۷. وبائیں اگرچہ کچھ عرصے بعد ختم ہو جاتی ہیں۔ لیکن ان کی باقیات کہیں خوابیدہ صورت میں رہتی ہیں جو بوقت حکم الٰہی دوبارہ بیدار اور فعال ہو کر پھیل جاتی ہیں اس لیے احتیاطی تدابیر سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہیے۔

۱۔ الکشی، عبد الحمید بن حمید (۲۴۹ھ) المنتخب من مسند ابن حمید، مکتبہ السنۃ، القاہرہ، ۱۴۸۸ھ، حدیث نمبر: ۱۱۴۰